سندھ کا نظام قضاء ـــ ایک تاریخی جائزہ

ڈاکٹر احمد اقبال

قضاء شرعی

کائنات کا سارا نظام اللہ تعالی کے عدل پر قائم ھے ۔ „ وَاللّٰہُ یَقْضِی بِالْحَقِّ " (۱) (اللہ تعالی حق کے ساتھ فیصلہ کرتا ھے) ۔ وھی عدل و انصاف کا سرچشمہ ھے ۔ اسکی مرضی ھے کہ زندگی کے ھر شعبہ میں عدل جاری ھو ۔ اسی غرض کیلئے اللہ تعالی نے اپنے رسول بھیجے تاکہ انسانی زندگی میں عادلانہ نظام قائم ھو اور بندگان خدا ظلم و تعدی سے محفوظ رھیں ۔ ارشاد ربانی ھے „ یَا دَاؤُدُ اِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِیْفَةً فِیْ الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ . (۲) " (اے داؤد ھم نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا ھے لہذا تم لوگوں کے درمیان حق کے ذریعہ فیصلے کرو) اسی طرح اللہ تعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا „ فَاحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ " ۔ پس تم فیصلہ کرو اسی (قانون) کے مطابق جو اللہ نے نازل کیا ھے ۔

نظام قضا کا قیام فرض کفایہ ھے ، امت میں کبھی بھی اس امر میں کوئی اختلاف نہیں رھا کہ نظام قضا کا قیام سب کا مشترک فریضہ ھے ۔ امام محمد نے قضاء کو ایک ایسا محکم فریضہ قرار دیا ھے جو منسوخ نہیں ھو سکتا (۳) ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا

قول ھے „ ان القضاء فریضه محکمة و سنة متبعة „ ، (قضا ایک محکم ذمه داری ھے اور واجب العمل قانون ھے) ـ سربراہ حکومت کیلئے قاضیوں کا تقرر اور عدالتوں کا قیام فرض عین کی حیثیت رکھتا ھے اس لئے که یه چیز عوام کے ان حقوق میں سے ھے جنکی بہرحال نگہداشت ہونی چاهئیے (۴)ـ نبی کریم صلی الله علیه وسلم جب مدینه تشریف لائے اور وہاں شہری مملکت قائم ہوئی تو آپ نے اسکا دستور وضع فرمایا جسے دنیا کا پہلا تحریری دستور تسلیم کیا جاتا ھے ـ اس میں انقلابی نوعیت کا ایک حکم یه بھی دیا که انصاف اور فیصله کرنا ھر فرد کی نہیں بلکه حکومت کی ذمه داری ہوگی ـ یعنی اگر کسی کو نقصان پہنچا ھے تو وہ براہ راست خود سزا نہیں دیگا بلکه مرکزی عدالت سے رجوع کریگا ـ پھر اسی ابتدائی عہد ھی سے مدینه میں دو نئے ادارے قائم ہوتے ھیں ایک مفتی کا اداره اور دوسرا قاضی کا (۵)ـ مفتی کا مطلب یه ھے که وہ فتویٰ دے ، قانون کے نفاذ کی ذمه داری اس کے فرائض میں داخل نہیں ، جبکه قاضی کی یه ذمه داری ھے که فریقین کے بیانات سنکر یا بر سر موقعه جا کر حالات معلوم کر کے فیصله کرے ـ

منصب قضاء کی فضیلت ـ

عن الحجاج بن ارطاة ان ابن مسعود رضی الله عنه کان یقول :

„لان اقضی یوما و اوافق الحق والعدل احب الی من غزو سنة او قال مائة یوم „ ـ (حجاج بن ارطاۃ سے روایة ھے که حضرت عبدالله بن مسعود رضی الله عنه فرمایا کرتے تھے ایک دن میں بطور قاضی کام کروں اور اس میں حق و عدل کے مطابق کام کروں یه مجھے ایک

سال جہاد یا سو دن کے جہاد سے زیادہ محبوب ہے) (٦)۔ وجہ ظاهر ہے ، جہاد مقصود بالذات نہیں بلکہ وسیلہ اور ذریعہ ہے ، جبکہ عدل بالحق اور اقامت قسط مقصود بالذات ہے ۔ مقدمات کا فیصلہ کرنا فرض کفایہ ہے ۔ سربراہ حکومت کا فرض ہے کہ وہ ہر علاقہ میں قاضی مقرر کرے ۔ جہاں تک اس کے فرض کفایہ ہونے کا تعلق ہے تو اللہ تعالی کا ارشاد ہے " کُوْنُوْا قَوَامِیْنَ بِالْقِسْطِ " (یعنی عدل و انصاف کے قائم کرنے والے بنو) نیز یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ایک قسم ہے ۔ اور یہ دونوں کام فرض کفایہ ہیں ۔ پس جو لوگ اس منصب کی صلاحیت اور اہلیت رکھتے ہیں وہ اس فرض کی انجام دہی کیلئے آگئے بڑھ کر اسکو قبول کر لیں تو باقی سب لوگ اسکی ادائیگی سے بری الذمہ ہو جائینگے ۔ اگر سب ہی اہلیت والے اس منصب کو قبول کرنے سے باز رہینگے تو ساری امت گنہگار ہو گی (۷)۔ وہ شخص جس کو یہ خطرہ لاحق ہو کہ اگر اس نے قاضی کا عہدہ قبول نہ کیا تو اس کے یا دوسروں کے یا سب کے حقوق ضائع ہو جائینگے تو اس شخص کیلئے منصب قضاء قبول کرنا فرض عین ہے (۸)۔

سندھ میں قضاء شرعی کا آغاز

سندھ کا اسلام سے تعلق قرن اول ہی سے ہے ۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اہل سندھ کو دیکھا بھی ہے ۔ نبوت سے پہلے تجارتی سلسلہ میں آنحضور " دبا " نامی بندرگاہ تشریف لے جایا کرتے تھے ۔ یہ بندرگاہ اس علاقہ میں واقع تھی جسے آج کل ہم " الدماء " اور " الخطیف " کا نام دیتے ہیں ۔

بہرحال دبا میں ایک بین الاقوامی نوعیت کا میلہ منعقد ہوتا تھا جس میں ہندی ، سندھی ، چینی ، رومی ، اور ایرانی سب ہی علاقوں کے لوگ آیا کرتے تھے ۔ ڈاکٹر حمید اللہ کی رائے یہ ہے کہ دبا میں آنحضورؐ کے اہل سندھ و چین کو دیکھنے اور ان سے ملاقات کرنے کا قوی امکان ہے (۹) ۔ عہد فاروقی میں سندھ کے سبابجہ احامرہ اور بیاسرہ قبائل جو مصر اور تبوک کے راستوں میں آباد تھے مشرف بالاسلام ہو چکے تھے (۱۰) ۔ مگر سندھ کا اسلام سے صحیح تعلق اور اس کا باب الاسلام بن جانا پہلی صدی ہجری کے آخری سالوں میں محمد بن قاسم کے وقت کی بات ہے ۔ ۹۴ ھ میں محمد بن قاسم نے الور فتح کیا جسکا گورنر احنف بن قیس بن اسدی کو مقرر کیا اور قضاء شرعی کا نظم قائم کرنے کیلئے موسی بن یعقوب ثقفی کا انتخاب کیا ۔ دعوت و ارشاد کی ذمہ داریاں بھی ان کے سپرد کیں ۔ موسیٰ ثقفی کا خاندان نسلاً بعد نسلٍ قضاء شرعی کے فرائض انجام دیتا رہا (۱۱) ۔ محمد بن قاسم نے سندھ کے عدالتی نظام میں شریعت مطہرہ کے مطابق تبدیلیاں کیں اور قانون کے ان حصوں کو بدل دیا جو برہمن راجاؤں نے اپنی اغراض کیلئے نافذ کر رکھے تھے (۱۲) ۔

محمد بن قاسم کے بعد سندھ سواسو برس تک دمشق پھر بغداد کا جز رہا ۔ تیسری صدی ہجری کے نصف آخر میں عباسی خلیفہ متوکل کے قتل ہونے کے بعد ۲۴۷ھ میں ہباریوں نے منصورہ پر قبضہ کر کے پورے سندھ پر اپنی حکومت قائم کر لی تھی ۔ ہباری حضرت ہبار بن اسود صحابی کی اولاد میں سے تھے ۔ ہباریوں نے

سندھ میں قضاء شـرعی کا نظم قائم کر رکھا تھا اور حدود و تعزیرات پوری طرح نافذ کی جاتی تھیں - عـلماء و فقھاء کا منصب قضاء پر تقرر ھوتا تھا - تیسری اور چوتھی صدی ھجری میں سندھ میں سیاحت کیلئے آنے والے سیاحوں نے قضاء شرعی کی عملداری کے حالات قلمبند کئے ھیں -

عمر بن عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز ھباری کے عھد میں مسعودی نے سندھ کی سیاحت کی اور ۳۰۳ھ میں منصورہ کے قاضی القضاۃ قاضی محمد بن ابی الشوارب کے صاحبزادے علی بن محمد قاضی سے ملاقات کی - (۱۳)

۳۷۵ ھ میں مشھور سیاح مقدسی بشاری سندھ آیا - اس نے یہاں کے دینی اور عـلمی احوال کو تفصیل سے بیان کیا ھے - منصورہ میں اسکی ملاقات قاضی ابو محمد منصوری سے ھوئی جو یہاں ظاھری مسلک کے مقتدر عالم تھے اور صاحب تصانیف تھے - (۱۴)

۳۷۷ ھ میں ابو دلف مسعر بن مھلھل ینبوعی کا سندھ سے گذر ھوا - وہ اپنے سفرنامہ میں منصورہ کے حاکم یحیی بن محمد ھباری کا ذکر کرتا ھے - اس کے عھد میں سندھ میں قضاء شرعی کا باقاعدہ نظم قائم تھا اور حدود و تعزیرات جاری ھوتی تھیں (۱۵) - یاقوت حموی نے اس عھد کے مذھبی احوال کی تعریف کی ھے - اس کے بیان سے اندازہ ھوتا ھے کہ دولت ھباریہ کا فقھی مسلک حنفی تھا اور قضـاء شرعی میں فقہ حنفی کا رواج تھا -

دولت ھباریہ منصورہ کی طرح دولت سامیہ مـلتان جو اس عھد میں سندھ میں شامل تھی وھاں بھی قضاء شرعی کی عملداری تھی ،

قضاة کا باقاعدہ تقرر ہوا کرتا تھا اور قاضی شرعی حدود کا اجــرا کرتے تھے ۔ ابو دلف ینبوعی ملتان کے بارے میں رقمطـراز ہے ،

„الاسلام بها ظاهــر و الامر بالمعروف والنهی عن المنکر بها شامل ۔“

ملتان میں اسلامی شان ظاہر و غالب ہے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر عام ہے ۔ (١٦)

دولت متغلبہ طـوران جسکا دارالحکومت خضدار تھـا ان کا عـمومی مـذہب خارجی تھا ، وہ شرعی حدود و تعزیرات کے سختی سے پابند تھے ، ابن حوقل (٣٥٨ھـ) نے طوران کے بارے میں لکھا ہے کہ طوران پر اہل بصرہ میں سے ایک شخص ابو القاسم نامی حکومت کرتا تھا وہی حاکم بھی تھا قاضی بھی تھا اور فوج کا امیر بھی تھا (١٧) ۔ سندھ سے ملحق ریاست منگرور کے ہنـدو راجہ بلہرا نے اپنی مسلم رعایا کیلئے ایک شعبہ ہنرمہ کا قائم کر رکھا تھا جو بلاد اسلام کے عہد قضا سے مماثل تھا ۔ ریاست میں ہنرمن صرف مسـلمان ہوا کرتا تھا جو شـریعت کے مطابق فیصلہ کیا کرتا تھا ۔ ٣٠٤ ھـ میں جب مسعودی کا اس ریاست سے گذر ہوا تو اسکی بندرگاہ چیمور جسے اہل عرب صیمـور کہتے تھے وہاں ابو سعید معروف بن زکریا ہنرمن کے عہدے پر فائز تھے ۔ بزرگ بن شہر یار ناخدا نے یہاں کے ایک ہنرمن عبـاس بن ہامان کا ذکر کیا ہے ۔ (١٨) غرض یہ کہ دیار سندھ میں عربوں کے زیر اثر ریاستوں میں بھی قضاء شرعـی کی عملداری کا اہتمام موجود تھا ۔

ہباریوں کے بعـد سندھ پر قرامطہ کا تسلط ہو گیا جس کو ٤١٦ھـ میں سـلطان محمـود غزنوی نے ختم کیا اور ٤٤٣ھـ تک

سندھ کا نظم و نسق غزنویوں کے معتمدین کے سپرد رہا ۔ پھر ۵۷۸ھ سے غزنویوں کے بجائے غوریوں کا دخل ہو گیا ۔ جنکی کمزوریوں کیوجہ سے سندھ پر سومرہ قبیلہ کو تسلط حاصل ہو گیا جو ۷۵۲ھ تک برسراقتدار رہے اور سندھ کا سلطنت دھلی سے رابطہ کمزور رہا ۔ اس عہد کے تفصیلی حالات پردہ خفا میں ہیں ۔ خلجیوں کے ایک گورنر حضرت خاں نے سندھ میں نظام قضاء کے قیام میں اھم کردار ادا کیا ۔ اس نے سندھ کے چھوٹے چھوٹے پرگنوں کا دورہ کیا اور شہروں میں عدالتیں قائم کیں اور قاضی مقرر کئے۔ شراب پینے کی سختی سے ممانعت تھی ، جھوٹ بولنے پر بھی سزا ھوتی تھی ۔ سرکاری افسر شریعت مطہرہ کے مطابق فیصلے کرتے تھے(۱۹)

خفیہ پولیس کا محکمہ بھی قائم تھا ۔ اسی عہد میں سندھ کے ایک قاضی صدرالدین صدر جہاں مملکت ھند بنائے گئے اور ایک عالم مولانا جلال الدین بھکری مستوفی الممالک کے عہدے پر فائز تھے ۔ دیار سندھ ھی کے ملک حمیدالدین قاضی القضاۃ کے عہدے پر مقرر ھوئے تھے ۔ اس دور کے دوسرے قضاۃ میں قاضی فخر الدین نافلہ ، قاضی فخر الدین کرمانی ، قاضی زین الدین نافلہ ، قاضی علاء الدین ، قاضی کمال الدین کولوی قابل ذکر ھیں (۲۰)۔ قاضی علاء الدین اور قاضی کمال الدین دھلی دربار میں صیغہ قضا سے منسلک تھے (۲۱)۔

۷۳۴ ھ میں ابن بطوطہ نے سندھ کا سفر کیا تو اس وقت سید کمال الدین سندھ میں قاضی القضاۃ تھے ۔ بھکر میں اسکی ملاقات قاضی صدر الدین اور قاضی ابو حنیفہ سے ھوئی تھی ۔ ابن

بطوطه نے حضرت شیخ عثمان لعل شہباز قلندر کے مدرسه میں قیام کیا تھا ۔ اُس نے شیخ ظهر الدین بھکري اور شیخ برهان الدین بھکری کو سندھ کے فقهاء کبار میں شمار کیا ھے (۲۲)۔ اسی عهد میں قاضی فصیح الدین لاھری جو پہلے ھرات کے قاضی تھے سندھ تشریف لائے اور لاھری بندر میں قاضی مقرر ھوئے (۲۳)۔

سومرہ قبیله کے بعد سندھ سمه قبیله کے قبضه میں آیا جو ۷۲٦ھ سے ۹۲۷ ھ تک سندھ کے فرمانروا رھے ۔ سمه حکمراں دهلی سلطنت ھی کے طرز پر محکمه جاتی نظام قائم کئے ھوئے تھے (۲۴)۔ دیوان قضا ھوتا تھا جس کے چیف کو قاضی القضاۃ کہتے تھے ۔ صدر الصدور جنکا تعلق انتظامیه سے ھوتا تھا مذهبی معاملات میں قاضی القضاۃ کے ماتحت کام کرتا تھا ۔ بڑے شهروں میں قاضی مقرر ھوتے جو شریعت کے احکامات کے نفاذ کی نگرانی بھی کرتے ۔ بڑے شهروں میں کوتوال مقرر ھوتے تھے جو امن و امان کے قیام سے لیکر مذهبی و اخلاقی احوال کے احتساب کے بھی ذمه دار ھوتے ۔ قاضی ان کے معاملات میں دخل نه دیتے تھے ۔ البته ان کے فیصلوں اور زیادتیوں کے خلاف اپیل کی سماعت اور فیصلے کر سکتے تھے (۲۵) ۔ اس طرح عدلیه کو فوقیت حاصل تھی ۔ اس عهد میں جن قضاۃ کا ذکر ملتا ھے وہ حسب ذیل ھیں ۔ جام فیروز کے عهد میں قاضی عبداللہ،

جام سنجر کے عهد میں قاضی معروف (۸۵۸ ھ) کا ذکر ملتا ھے ۔ قاضی معروف کے بارے میں رشوت کی شکایت پر جام سنجر نے قاضی معروف کی معذرت کی قبول کرتے ھوئے ان کی گذارہ رقم میں اضافه کر دیا تھا تاکه قاضی اپنے فرائض منصفانه

طور سے جاری رکھ سکے (۲۶)۔ جام صلاح الدین بن جام تماچی کے زمانے میں قاضی حماد قاضی صُدو اور قاضی نعمت اللہ قضا کے دیوان سے منسلک تھے۔ قاضی نعمت اللہ کے صاحبزادے قاضی سائیں ڈنو (۹۸۱ ھ) نے اپنے خاندانی منصب کو جاری رکھا جو مرزا عیسیٰ اور مرزا باقی کے ہمعصر تھے (۲۷) مگر اس خاندان کا سب سے زیادہ تابناک عہد جام نظام الدین معروف بجام نندہ کا ہے۔ اس کے زمانے میں احیاء شریعت مطہرہ اور فروغ علوم دینیہ کو خصوصی اہمیت حاصل رہی ہے۔ مآثر رحیمی کا مصنف رقمطراز ہے۔

احیاء سنن و رواج مدارس بنوعی در سند مقرر بود که زبان خلق از تحریر آں عاجز است (۲۸)۔

جام نندہ (۹۱۴ ھ) کے زمانے میں جن قضاۃ کو شہرت حاصل ہوئی ان میں قاضی صدر الدین سندھی اور قاضی عبدالرحمن بن محمود بن ابی سعید الحنفی قابل ذکر ہیں۔ ان کے عہد میں ٹھٹھ بھکر کے علاوہ کاہان ، سھوان ، دربیلو ، ھالا ، کنڈی ہر جگہ مناصب قضا پر علماء و فقہاء مقرر ہوئے (۲۹)۔ جام نندہ کے زمانے سے قضاء شرعی کی وسعت ، شریعت مطہرہ کا رواج ، اور علوم دینیہ کی اشاعت کا جو سلسلہ قائم ہوا تھا وہ آنے والے ادوار میں تابندہ اور روشن تر نظر آتا ہے۔ ۹۲۶ھ کے بعد سندھ میں ارغون کی حکمرانی کا آغاز ہوتا ہے۔ ارغون محافظ اسلام ہونے کے مدعی تھے۔ اس طرح تبلیغ اسلام اور شرعی احکامات کو جاری کرنا اپنے فرائض میں سے سمجھتے تھے۔ علماء کی سرپرستی ، دینی علوم کے مراکز کے انتظامات ان کی ترجیحات میں داخل تھے۔

قضـــاء شرعی کے نظام کو ان کے عہـــد میں بڑی وسعت اور اهمیت حاصل هوئی ۔ ارغـــون نے سندھ میں پہلی مرتبه امـــور مذهبی میں مشاورت کیلئے شیخ الاسلام کے تقرر کا آغاز کیا جو حکمـران کو مشـــوره دینے کے عـــلاوه مذهبی امـــور کی نگرانی اور احتساب کے صیغه کا بھی سربراه هوتے اور ائمه مساجد کا تقرر کرتے تھے ۔ البته دهلی سلطنت کے برخلاف سندھ میں شـــیخ الاســلام قاضی القضاة کی طرح کام نه کرتے تھے اور نه قاضیوں کا تقـــرر کرتے تھے بلـکه حکمراں اور علماء کے مابین صرف رابطـه کا کام انجام دیتے تھے (٣٠)

ارغون حکمراں براه راست قاضیوں کا تقرر کرتے تھے اگـــرچه عموماً قاضیوں کا تقرر وراثتاً هوتا تھا مـــگر یه موروثی حق نه هوا کرتا تھا ۔ چنانچه عـــلم و تقویٰ کی بنیاد پر نئے افراد بھی قاضی مقرر هوتے تھے جو عام طور پر مدت العمر قضا کے فـــرائض انجـــام دیتے تھے الایه که وه خود اپنی مرضی سے علیحده هو جائیں ۔ جیسے قاضی قاضن جـــنکو مـــرزا شـــاه حســـن نے بھکر کا قاضی مقرر کیا تھا وه کـــبر سنی کیوجه سے از خـــود عـــلیحده هو گئے اور قاضی نصر الله کا ان کی جگه تقرر هوا ۔ قضاة کو اپنی غیر جانبداری کی بنا پر ایسا استحکام حاصل تھا که حکومت کی تبدیلی بھی ان مناصب پر اثر انداز نه هـــوتی تھی چنانچـــه شیخ محمد اوچی جنهیـــں مرزا شاه حسن نے قاضی مقرر کیا تھا سلطان محمود کے اقتدار میں آنے کے بعـــد بھی اپنے عهدے پر کام کرتے رهے (٣١) ۔

ارغون عهـــد میں هـــر ضلع پر قـــاضی هوا کرتے تھے ۔ پرگنوں پر „حکیم „ مقـــرر هوتے جو دوسرے امور کے علاوه قاضی کے فیصلـــوں کو

نافذ کرتے اور ان کے تقاضے پورے کرتے ۔ عدلیہ کا وقار اتنا بلند تھا کہ ارغون حکمراں خود بھی قانون شرع سے بالا نہ تھے ۔ مرزا شاہ حسن کو قاضی شکراللہ نے عدالت میں طلب کیا تو ان کے ساتھ عام معمول کے مطابق کاروائی کی گئی ۔ وہ قاضی کے سامنے کھڑے رہے اور مقدمہ میں ان کے خلاف فیصلہ ھوا ۔ بسا اوقات حکمراں خود اپنے خلاف مقدمات عدالتوں میں لے جانے کا اهتمام کرتے اور عدالتوں میں انصاف کی عملداری کا اہتمام کرتے (۳۲) ۔ قضاۃ خود بھی منصبی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ، بصورت دیگر مستعفی ھو جاتے ۔ قاضی شکراللہ اور قاضی دتہ سوستانی نے استعفے دیئے ۔ مسلک کے اختلاف کو برداشت کیا جاتا تھا چنانچہ قاضی قاضن اور شیخ محمد اوچی جو مسلک کے اعتبار سے مہدوی تھے اپنے مناصب پر کام کرتے رہے تھے (۳۳) ۔

ارغون عہد کا آغاز شاہ بیگ ارغون سے ھوتا ہے۔ شاہ بیگ خود بھی دینی علوم کا فاضل تھا ۔ اس نے اپنی مشاورت کیلئے سب سے پہلے شیخ میرک محمود بن میرک ابو سعید پورانی کو سکھر و بھکر کا شیخ الاسلام مقرر کیا ۔ پھر پورانی خاندان کے افراد پشت در پشت اس منصب کے حامل رہے ۔ باقی ترخان کے عہد میں سید علی ثانی شیخ الاسلام تھے ۔ ان کے بعد میرک عبدالرحمان پھر میرک عبدالباقی شیخ الاسلام کے منصب پر فائز تھے (۳۴) ۔

شاہ بیگ (۹۲۸ء) نے شیخ دتہ بن شرف الدین الحنفی سیوستانی کو سھون کا قاضی القضاۃ اور سید شکراللہ الاول بن وجیہ الدین کو ٹھٹھہ کا قاضی القضاۃ مقرر کیا (۳۵) ۔ قاضی شکراللہ کا خاندان جو

سادات شکر الٰہی کے نام سے معروف تھا ، ٹھٹھہ میں مدت مدید تک دینی خدمات انجام دیتا رہا ۔ اسی خاندان کے خانوادے قاضی سید نظام الدین ٹھٹھوی بعہد عالمگیر فتاویٰ عالمگیری کی ترتیب کیلئے سندھ سے منتخب ہوئے تھے (۳٦) ۔ شاہ بیگ کے عہد کے ایک قاضی ابوالحسن کا نام ملتا ہے جن کو شاہ بیگ نے بابر کے پاس کابل بھیجا تھا ۔ شاہ بیگ کے بعد سندھ کی ولایت اس کے لڑکے مرزا شاہ حسن کو ملی ۔ مرزا شاہ حسن نے ٹھٹھہ میں قاضی شکر اللہ کی جگہ شیخ محمد اوچی کو ۹۳٦ ھ میں قاضی القضاۃ مقرر کیا جو ۹٦۳ ھ تک اپنے منصب پر فائز رہے ۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادے شیخ محمد یحییٰ مرزا عیسیٰ کے عہد میں قضا کے منصب پر فائز ہوئے ۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادے قاضی شیخ فرید اول مرزا جانی بیگ کے عہد میں قاضی بنے ۔ اسی طرح نسل در نسل ان کے خاندانی سلسلہ کے افراد مغلوں اور کلہوڑوں کے زمانوں میں قاضی بنتے رہے ۔ تکملہ مقالات الشعراء کے مصنف ابراہیم خلیل ٹھٹھوی نے ان کے خاندانی سلسلہ کی تفصیلات قلمبند کی ہیں (۳۷) ۔ بھکر میں مرزا شاہ حسن نے شاہ قطب الدین کو شیخ الاسلام اور قاضی قاضن بن قاضی ابوسعید کو قاضی القضاۃ کے منصب پر فائز کیا تھا جو ۹۵۸ ھ میں فوت ہوئے (۳۸) ۔ اسی عہد میں مخدوم شرف الدین سھون میں مقرر ہوئے جو درس و تدریس کے سلسلہ سے بھی وابستہ تھے ۔ مرزا حسن کے بعد مرزا عیسیٰ اور مرزا باقی (۹۹۳ ھ) کے زمانے میں شیخ محمود ٹھٹھہ کے قاضی تھے اور سلطان محمود نے اپنے زمانے میں بھکر میں قاضی داؤد کو منصب قضاء سپرد کیا اور شیخ الاسلام کے منصب پر

شیخ قطب الدین کو برقرار رکھا (۳۹) ۔ اس زمانے کے دوسرے قابل ذکر قضاۃ حسب ذیل ھیں ۔

مفتی ابراھیم بن جمال الدین ، قاضی شیخ محمد ، قاضی عثمان دربیلوی ، قاضی وجیه الدین یگانه ، قاضی عتیق اللہ ، قاضی شیخ احمد ، قاضی کاشانی ، مفتی عبدالوهاب پورانی جن کا مجموعه فتاویٰ ، فتاویٰ پورانیه کے نام سے مشهور ہے اور جو اپنے عهد میں بڑی اهمیت اور مقبولیت کے حامل تھے ۔ یه سب حضرات دیوان قضا سے منسلک تھے (۴۰) ۔

ارغون و ترخان کے بعد سندھ مغلوں کے زیر اقتدار آیا جن کے عهد میں سیاسی حالات اگرچه غیر مستحکم تھے مگر سندھ میں علوم اسلامیه کا فروغ بڑھتا رها اور یهاں بڑے بڑے قضاۃ اور فقهاء کرام پیدا ہوئےجو اپنے علم و فضل اور تقویٰ کی بنا پر گجرات برهانپور اور دارالسلطنت دهلی میں مناصب قضا پر فائز هوتے رهے ۔ اس عهد میں دیوان قضا بهتر طور پر منظم کیا گیا ۔ قضاۃ اور منتظمه کے دوسرے شعبوں کے مابین اختیارات واضح طور پر معین کئے گئے ۔ صوبه میں چیف قاضی یا قاضی القضاۃ نه هوتے تھے ، صوبائی گورنر اور صدر هی قاضی اور میر عدل کا تقرر کرتے اور مذهبی امور کی نگرانی بھی کرتے تھے ۔ هر سرکار میں قاضی اور کوتوال مقرر هوتے ، کوتوال پولیس کے سربراه اور مجسٹریٹ کے فرائض انجام دیتا ، اهم مقدمات خاندانی معاملات اور تقسیم وراثت کے فیصلے قاضیوں کے سپرد هوتے ۔ ضلعی قاضی اپنی مدد کیلئے چھوٹے مقامات کیلئے معاون قاضی مقرر کرتے تھے ۔ مفتی ملازم نه هوتے البته قضاۃ اپنی مشکلات حل کرنے

کیلئے ان کی طرف رجوع کرتے تھے - فوج کے شعبہ کیلئے علیحدہ قاضی مقرر ہوتے جو قاضی عسکر کہلاتے تھے (۳۱) - مغلوں کے ابتدائی عہد میں مناصب قضا کا تاحیات باقی رہنے کا طریقہ ختم کر دیا گیا تھا ، تبادلے کرنے اور نئے تقرر کرنے کا آغاز ہوا (۳۲) - مغل حکمراں آزاد عدلیہ اور محکمہ سراغرسانیٔ کے ذریعہ اپنے گورنروں کی مطلق العنانی کو روکنے اور نگرانی کا کام لیتے تھے - قضاۃ کو انتظامیہ پر بالادستی حاصل تھی - چنانچہ نواب مریدخاں ٹھٹھہ میں اپنے گھر کے راستے سے بقر قصابوں کی دکانیں ہٹانا چاھتے تھے تاکہ اس کی فوج کے ھندو اور راجپوت سپاھیوں کیلئے بدمزگی کی صورت نہ پیدا ہو - مگر ٹھٹھہ کے قاضی نے بقرقصابوں کی دکانیں ہٹانے کی اجازت نہ دی بلکہ مزید دکانیں کھولنے کی اجازت دیدی (۳۳) - بہرحال وقت گذرنے کے ساتھ قضاۃ کی یہ اھمیت باقی نہ رھی - جبکہ قضاۃ کے مناصب علم و فضل کے بجائے بااثر قاضیوں کے خاندانوں میں موروثی طور پر منتقل ہوتے رہے -

مغلیہ عہد میں قضاۃ کو امداد معاش کے علاوہ معافی کی زمینیں بھی عطا کی جاتی تھیں (۳۴) - سندھ کے بعض قضاۃ کو عہد مغلیہ میں بڑی منزلت حاصل ہوئی جیسے قاضی جلال الدین بھکری جو اپنے فضل کی بنا پر آگرے میں قاضی مقرر ہوئے (۳۵) - قاضی ابراھیم ٹھٹھوی عہد شاھجہانی میں دھلی میں قاضی عسکر بنائے گئے - عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی نظام الدین ٹھٹھوی اور قاضی ابوالخیر ٹھٹھوی کو فتاویٰ عالمگیری مرتب کرنے والی جماعت میں شامل کیا تھا اور مفتی ابوالقاسم بن مفتی داؤد سندھی کو عالمگیر

نے اپنی مجلس قضا کا ممبر مقرر کیا تھا جنکی وفات پر ان کے شاگرد رحمت اللہ سندھی نے " ذھب العلم من السند " ۱۱۰۳ ھ تاریخ وفات نکالی ۔ سندھ کے ایک اور قاضی مخدوم عبدالرحمن کو عالمگیر نے حرمین شریفین کی نذور کا متولی مقرر کیا تھا (۴۶) ۔ مغل حکمرانوں کے عہد میں سندھ میں حسب ذیل قضاۃ نے نمایاں خدمات انجام دیں عہد اکبری میں مخدوم اسد اللہ کندی ریاست خیرپور میں قاضی القضاۃ مقرر ہوئے (۴۷) ۔ دربیلو میں قاضی عثمان (۱۰۰۲ ھ) قاضی تھے ۔ جہانگیری اور شاھجہانی عہد میں قاضی علی محمد اول ٹھٹھ میں قاضی تھے ۔ ان کے دوسرے بھائی نورمحمد بھی قاضی کے منصب پر فائز تھے (۴۸)) ۔ عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں قاضی محمد حسین اول بن قاضی علی محمد اول ٹھٹھ کے قاضی رہے ۔ ان کی وفات ۱۱۰۷ ھ میں ہوئی ۔ نصرپور میں مخدوم قاضی محمد اکرم (۱۱۱۸ھ) پاٹ میں مخدوم عبدالواحد الکبیر پاٹائی قاضی مقرر ہوئے۔

عالمگیر نے مولانا داؤد (۱۱۱۳ھ) کو شرعی وکیل اور مفتی مقرر کیا (۴۹) ۔ اسی عہد میں نصرپور میں مخدوم عبدالرحمن مسعود قریشی دیوان قضاۃ سے منسلک تھے ۔ مغل بادشاہ محمد شاہ کے عہد میں ٹھٹھ میں قاضی ابوالبقا بن عبدالرحمن قاضی القضاۃ تھے اور نصرپور میں قاضی عبدالرحمن الحنفی قاضی تھے (۵۰) ۔

کلہوڑہ قبیلہ ۱۱۱۱ھ سے ۱۱۹۹ھ تک سندھ میں حکمراں رہا۔ کلہوڑوں کا مسلک مہدوی سے تعلق تھا ، اپنے کو فقیر کہنے پر فخر کرتے تھے ۔ میاں نور محمد کلہوڑہ کو شریعت سے بڑی عقیدت اور محبت تھی ۔ اس نے حکمرانی کی ذمہ داریوں کے ساتھ قرآن

شریف کے چار نسخے اپنے ہاتھ سے لکھے ۔ نور محمد کلہوڑ کو قضاء شرعی اور شریعت کی پابندی سے جو تعلق تھا اس کا بخوبی اظہار اس کی منشور الوصیت سے ہوتا ہے ۔ عدالتی فیصلوں کے سلسلہ میں اس کی وصیت تھی ۔

„ اگر مقدمه اسلام واقع شود آں به علماء رجوع کنند هرچه بموجب شرع شریف فتویٰ دهند برآں عمل کنند " ۔

اسی طرح فقہی مذہب اختیار کرنے کے بارے میں اس نے لکھا ،

„ باید که مذاهب هر چهار برحق باید دانست فاما بزرگان ما در مذهب امام ابوحنیفه بودند وشمایاں نیز همیں مذهب اختیار کنید "(۵۱)

میاں نورمحمد کلہوڑو کے عہد میں ٹھٹھہ میں قاضی محمد آمین منصب قضا پر تھے ۔ نورمحمد کے بعد غلام شاہ کلہوڑو سندھ کے والی ہوئے ۔ انھوں نے اپنے زمانے کے قدوۃ العلماء حضرت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی کو ٹھٹھہ کا قاضی القضاۃ مقرر کیا ۔ حضرت مخدوم محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک منشور عمال حکومت کیلئے تیار فرمایا تھا جس کو غلام شاہ کلہوڑو نے ۲ شعبان ۱۱۷۲ ھ کو بتاکید نافذ العمل قرار دیا (۵۲) ۔ ان کے عہد میں ٹھٹھہ میں قاضی محمد محفوظ اول ۱۱۶۰ھ سے ۱۱۷۳ ھ تک قاضی رہے ۔ میاں سرفراز کلہوڑو کے دور میں مخدوم عبداللطیف ۱۱۸۷ھ تک قاضی عسکر رہے (۵۳) ۔ اور قاضی محمد یحییٰ ثانی ۱۱۷۳ھ سے ۱۱۸۷ھ تک ٹھٹھہ میں قاضی رہے ۔ اسی طرح قاضی قطب الدین اورنگا بندر میں قاضی تھے (۵۴) ۔

تالپور ۱۱۹۹ھ کے بعد سندھ کے حکمران بنے ۔ ان کا نظام

حکومت مغلوں اور کلہوڑوں کے نمونے پر تھا ۔ شہروں کی حفاظت کوتوال کی نگرانی میں ہوتی تھی ۔ عدالتی کھاتہ قاضیوں کے ذمہ ہوا کرتا تھا۔مسلمانوں کے فیصلے قاضی شرع کے مطابق کرتے تھے اور ہندوؤں کے فیصلے پنچائت کے ذریعے ہوتے تھے ۔ قتل کے جرائم کا فیصلہ قاضیوں کے مشورے سے میر صاحبان خود کرتے ۔ خونبہا کے عوض قاتلوں کو مقتول کے ورثا اور رشتہ داروں کے حوالہ کر دیا جاتا تھا ۔ قصاص یا دیت لیکر چھوڑنے میں وہ مختار ہوتے تھے ۔ بعض دفعہ قتل کے مجرموں کو سنگسار بھی کیا جاتا تھا ۔ کبھی دوسری تعزیری سزائیں بھی دی جاتی تھیں ۔ چوری کی سزا قطع ید نہ دی جاتی تھی البتہ تعزیری طور پر ناک کان وغیرہ کاٹے جاتے تھے ۔ کوتوال اور انتظامیہ کے دوسرے افسر اہم مسائل میں قاضیوں سے مشورہ طلب کرتے تھے (۵۵) ۔

تالپوری عہد میں میر فتح علی خاں کے زمانے میں مخدوم عثمان متعلوی مخدوم عبدالواحد سیوستانی اور قاضی محمد شکارپوری دیوان قضا سے وابستہ تھے ۔ ان قضاۃ کے بعد مخدوم محمد عارف نے خاص شہرت حاصل کی ۔ ٹھٹھہ میں قاضی محمد حسین (۱۲۰۵ھ) پھر ان کے صاحبزادے قاضی محمد یحییٰ ثالث (۱۲۵۸ھ)(۵٦) ، میرپور میں قاضی محمد ابراھیم (۱۲۵۰ھ) مٹھن کوٹ میں قاضی احمد علی (۱۲۳۱ھ) اور آخری عہد میں قاضی میاں لال محمد متعلوی (۱۳۵۴ھ)مولانا عبدالغفور ھمایونی جیسے بزرگوں کو اپنے علم و فضل کی بنا پر بڑی مقبولیت حاصل رہی ۔ مگر شرعی قانون کے نفاذ میں بہت زیادہ ضعف پیدا ہو گیا تھا ۔ جس کی بڑی وجہ صاحب اقتدار

حکمرانوں کی دین سے بے پرواہی اور انتظامیہ میں ہندو اہلکاروں کا بڑھتا ہوا عمل دخل تھا ۔

غرض یہ ہے کہ برصغیر کی تاریخ میں باب الاسلام سندھ کو قضاء شرعی کے باب میں خاص مقام حاصل ہے ۔ صیغۂ قضا کے نظام کی وسعت ، عدلیہ کی غیر جانبداری اور بالادستی ، قضاۃ کرام کی شہرت اور مقبولیت کی بہت ہی درخشاں مثالیں ہمیں سندھ کی تاریخ میں ملتی ہیں ۔

حـوالہ جات

۱ ۔ القرآن ۔ سورۃ المؤمن ۔۲۰

۲ ۔ القرآن ۔ سورۃ ص ۔ ۲۶

۳ ۔ الکاسانی متوفی ۵۸۷ ھ ، بدائع الصنائع جلد ھفتم ص ۲ ۔ بحوالہ ادب القاضی ، تدوین محمود احمد غازی ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد ۔

۴ ۔ الماوردی ادب القاضی جلد اول ص ۱۳۷ ، ۱۳۸ ۔ بحوالہ ادب القاضی تدوین محمود احمد غازی ادارہ تحقیقات اسلامی ۔ اسلام آباد ۔

۵ ۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ ، خطبات بہاولپور ، ص ۲۵۷

٦ ۔ السنن الکبری للبیھقی ، ج ۱۰ ، ص ۸۹

۷ ۔ محمد الشربینی الخطیب ، مغنی المحتاج جلد چہارم ص ۳۷۲ ۔ بحوالہ ادب القاضی ادارہ تحقیقات اسلامی ۔

۸ ۔ احمد بن محمد دردیر ، الشرح الصغیر جلد چہارم ص ، ۱۹۱ ۔ بحوالہ ادب القاضی ادارہ تحقیقات اسلامی ۔ اسلام آباد ۔

۹ ۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ ، خطبات بہاولپور ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور ص ، ۲۲۵

۱۰ ۔ قاضی اطہر مبارکپوری ، عرب و ہند عہد رسالت میں ص ، ۹۴

۱۱ ۔ میر علی شیر قانع تتوی ، تحفۃ الکرام ، سندھی ادبی بورڈ ص ۵۵ ۔ ٦۱۳ ھ میں جب شیخ حامد بن ابوبکر الکوفی سندھ میں ناصر الدین قباچہ کے عہد میں آئے تو اسی خاندان کی دسویں پشت کے ممتاز عالم قاضی اسماعیل بن علی الثقفی سے ملے تھے جو بھکر میں قاضی القضاۃ تھے اور انہی سے تاریخ السند المعروف بہ منہاج المسالک حاصل کیا ۔ چچ نامہ اردو ترجمہ سندھی ادبی بورڈ ص ۳۲۴

۱۲ ۔ رحیم داد خاں مولائی شیدائی ، تاریخ تمدن سندھ ص ۱۸٦

۱۳ ۔ سید سلیمان ندوی ، عرب و ھند کے تعلقات ص ۳۳۳ ۔ ڈاکٹر جمن تالپور ، سندھ جا اسلامی درس گاہ ص ۱۰۹ ۔ اسی حکمران کے والد عبداللہ بن عمر ھباری نے ۲۷۰ ھ میں ارور کے راجہ مہروق بن راٹک کی فرمائش پر قرآن شریف کا سندھی ترجمہ کرایا تھا جو غالباً قرآن کا کسی دوسری زبان میں پہلا ترجمہ ہے ۔ ابو ظفر ندوی ۔ تاریخ سندھ ص ۳۵۷

۱۴ ۔ سید سلیمان ندوی ، عرب و ھند کے تعلقات ص ۲۴۳

۱۵ ۔ قاضی اطہر مبارک پوری ، ھندوستان میں عربوں کی حکومتیں ص ۱۲۱

۱۶ ۔ قاضی اطہر مبارک پوری ، ھندوستان میں عربوں کی حکومتیں ص ۲۳۲

۱۷ ۔ قاضی اطہر مبارک پوری ، ھندوستان میں عربوں کی حکومتیں ص ۳۸۴

۱۸ ۔ اعجاز الحق قدوسی ، تاریخ سندھ جلد اول ص ۳۷۸

۱۹ ۔ رحیم داد مولائی شیدائی ، تاریخ تمدن سندھ ۳۳۸

۲۰ ۔ رحیم داد مولائی شیدائی ، جنت السند ص ۲۸۷

۲۱ ۔ مولانا مسعود علی ندوی ، ھندوستان عربوں کی نظر میں ص ۲۶۶

۲۲ ۔ محمد اسحاق بھٹی ، فقہاء ھند جلد اول ص ۲۶۷

۲۳ ۔ انصار زاھد خاں ، History and Culture of Sind ص ۹۰

۲۴ ۔ رحیم داد مولائی شیدائی ، تاریخ تمدن سندھ ص ۳۶۷

۲۵ ۔ رحیم داد مولائی شیدائی ، تاریخ تمدن سندھ ص ۳۶۷

۲۶ ۔ ڈاکٹر جمن تالپور ، سند جا اسلامی درسگاہ ص ۱۸۰

۲۷ ۔ میر علی شیر قانع ، تحفۃ الکرام ص ۱۰۵ ۔ ڈاکٹر محمد جمن تالپور ، سندھ جا اسلامی درسگاہ ص ۱۳۸

۲۸ ۔ میر معصوم علی ، تاریخ معصومی ص ۲۷۵ ۔ نزھۃ الخواطر ج ۳ ، ص ۱۳۸ ۔۱۳۹

۲۹ ۔ انصار زاھد خاں ، History and Culture of Sind ص ۱۰۰

۳۰ ۔ انصار زاھد خاں ، History and Culture of Sind ص ۱۰۱

۳۱ ۔ انصار زاھد خاں History and Culture of Sind ص ۱۰۲

۳۲ ۔ انصار زاھد خاں ، History and Culture of Sind ص ۱۰۰

طط ۔ انصار زاھد خاں ، History and Culture of Sind ص ۹۹

۳۴ ۔ میر معصوم تاریخ ، معصومی ص ۲۷۵

۳۵ ۔ حسام الدین راشدی ، معارف ۱۹۴۷ ، فتاویٰ عالمگیری کے دو سندھی مؤلفین ص ۴۳

۳۶ ۔ ابراھیم خلیل ٹھٹھوی ، تکملہ مقالات الشعراء ص ۱۱۹

۳۷ ۔ اعجاز الحق ، تاریخ سندھ جلد دوم ص ۱۰۳

۳۸ ۔ اعجاز الحق ، تاریخ سندھ جلد دوئم ص ۱۳۲

۳۹ ۔ اعجاز الحق ، تاریخ سندھ جلد دوئم ص ۹۹

۴۰ ۔ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی ، The Administration of Delhi Sultenat ص ۲۰۲

۴۱ ـ انصار زاهد خان، History and Culture of Sind. ص ۱۱۴

۴۲ ـ انصار زاهد خان ، History and Culture of Sind ص ۳۰۱

۴۳ ـ انصار زاهد خان History and Culture of Sind. ص ۱۲۸

۴۴ ـ ڈاکٹر جمن تالپور ، سندھ جا اسلامی درسگاه ص ۱۸۴

۴۵ ـ مير معصوم ، تاريخ معصومی ص ۳۳۲

۴٦ ـ ڈاکٹر جمن تالپور ، سندھ جا اسلامی درسگاه ص ۳۷

۴۷ ـ اعجاز الحق ، تاريخ سندھ جلد دوم ص ـ معصومی ص ۲۳۷

۴۸ ـ ڈاکٹر جمن تالپور ، سندھ جا اسلامی درسگاه ص ۱۸۳

۴۹ ـ مير معصوم ، تاريخ معصومی ص ۱۵۳ ـ دين محمد وفائی ، تذکره مشاهير سندھ ص ۱۱٦

۵۰ ـ نور محمد کلهوڑه ، منشور الوصيت ص ۱۴

۵۱ ـ اخبار الوحيد آزاد نمبر ، جون ۱۹۳٦ء

۵۲ ـ مخدوم امير احمد عباسی ، مقدمه بذل القوة فی حوادث سنی النبوة ص ۴۱

۵۳ ـ ابراهيم خليل ، تکمله مقالات الشعراء ص ۱۱۹

۵۴ ـ رحيم داد مولائی شيدائی ، تاريخ تمدن سندھ ص ۵۸۲ ـ ۵۸۴

۵۵ ـ ابراهيم خليل ، تکمله مقالات الشعراء ص ۱۱۹

۵٦ ـ ڈاکٹر جمن تالپور سندھ جا اسلامی درسگاه ص ۲۷۱